تحریک جدید کے نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ڈرنا اپنے نفسوں پر ظلم کرنا ہے

تحریک جدید کے چندہ میں پاکستان اول جرمنی دوم اور امریکہ سوم رہا

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۵۔نومبر ۱۹۹۳ء کا خلاصہ جو حسب معمول دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

بشکریہ روزنامہ الفضل ۔ ربوہ ۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۹۳ء

لندن=۵ / نومبر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ اور تحریک جدید کے دفتر چہارم کو مجلس انصار اللہ کی ذمہ داری قرار دیا۔ اور ایسے بچے جو ابھی اطفال یا ناصرات کی عمر کو نہیں پہنچے ان کو بھی تحریک جدید کے لحاظ سے مجلس انصار اللہ کی ذمہ داری میں دینے کا اعلان فرمایا۔ نیز حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن ممالک میں چندوں کا نظام ابھی ابتدائی حالت میں ہے ان کو یہ نئی ہدایت فرمائی کہ وہ تحریک جدید کو بھی اپنے چندوں کی تلقین کے نظام میں شامل کر لیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ حسب معمول چار مواصلاتی سیاروں کے باہمی رابطے کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست LIVE ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور نے تحریک جدید کے سال نو کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے دفتر اول کے ۶۰ ویں' دفتر دوم کے ۵۰ ویں' دفتر سوم کے ۲۹ ویں اور دفتر چہارم کے آٹھویں سال کا اعلان فرمایا۔

باقی صفحہ ۸ پر

The AHMADIYYA GAZETTE AND annoor are published by the AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232-3737; Fax: (202) 232-8181

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ (الحجرات : آیت ۱۲، ۱۳)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ" (بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان ص ۱)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ہیں۔ جس میں وہ ہوں، وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ باقی تمام چیزوں سے اُسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے

بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف دیکھ کر مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں

"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خودپسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اُس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (المؤمنون: ۹۷) اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اُس کا جواب گالی سے نہ دیا جاوے بلکہ اس پر صبر کیا جائے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اُس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اُس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؏

لطف کُن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے۔ بلکہ وہ لوگ آنحضرتؐ کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کا یہی مفہوم ہے اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا خصوصاً آجکل کے زمانہ میں۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ فلاں شخص بااخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اخلاق حمیدہ کی زد اُن لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے۔ بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف دیکھ کر۔ مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صد ۸۱)

"خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے ایسا ہی باطنی قوٰی جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ عقل و فکر وغیرہ سب قوتیں خلق ہی میں داخل ہیں۔ خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آجاوے تو صورت ہی رہتی ہے۔ مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔ پس اخلاق سے مُراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسّم نظر آتا ہے) کا حصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صد ۱۳۲)

نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ٭

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ کشتی نوح صد ۱۵)

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم اور زرّیں ارشادات

دینی ضروریات کیلئے دُنیا سے بڑھ کر جوش و جذبہ پیدا کریں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دیکھو اور اپنے حالات کا خود مطالعہ کرو کہ جس قدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ان ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے، کہاں پورا کیا۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے، ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں۔ لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں، مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔

باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ بدظنّی، منصوبہ بازی، تکبّر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک ..... وغیرہ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی، میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

نفس کو کبھی توکّل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے۔ لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے اور تردّد کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے۔ ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اس کا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالیٰ دونوں امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسی کو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں، وہ غلطی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات پر غور نہیں کرتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء)

سچائی اختیار کرنے سے دوسری نیکیوں کی توفیق ملتی ہے

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"سچائی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ دوسری بہت سی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ جب انسان سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جن اخلاق کو وہ خدا تعالیٰ سے نہ ڈر کر خراب کر رہا تھا انہیں بندوں کے ڈر کی وجہ سے اچھا بنانے لگ جاتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دُنیا میں سچائی کی قیمت سب سے کم ہے۔ جب بھی کوئی شخص بات کرتا ہے تو وہ اصل بات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے میں اپنے گرد و پیش کے افسروں کو دیکھتا ہوں کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ "ہاں" یا "نہ" میں جواب نہیں دیتے مثلاً اگر ان سے پوچھا جائے کہ کیا آپ فلاں جگہ گئے تھے تو وہ یہ جواب نہیں دیں گے کہ ہم وہاں گئے تھے یا نہیں گئے تھے۔ وہ "ہاں" اس لئے نہیں کہتے کہ سُستی کی وجہ سے انہوں نے کام نہیں کیا۔ اور جہاں انہیں جانے کے لئے کہا گیا تھا وہاں نہیں گئے اور "نہیں گئے" اس لئے نہیں کہتے کہ ان کا جرم پکڑا گیا ہے وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ حضور اصل بات یہ ہے کہ فلاں نے فلاں بات کی تھی اس کا مطلب اصل میں یوں تھا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا اور اس طرح لمبی بات کرنی شروع کر دیں گے۔ وہ سیدھا یہ نہیں کہیں گے کہ میں فلاں جگہ نہیں گیا، بلکہ بات کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔ اگر جواب "ہاں" ہوتا ہے تو وہ ہاں میں جواب نہیں دیتے اور اگر جواب "نہیں" ہوتا ہے تو وہ "نہیں" میں جواب نہیں دیتے۔ یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنی سُستی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ اپنی سُستی پر پردہ ڈال کر بات تو ہو جاتی ہے لیکن اصلاح نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ سچائی ایک ایسی چیز ہے جس سے اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے اور قوم کی اصلاح ہوتی ہے۔ پس آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ سچائی اختیار کریں اور یہ کوئی مشکل بات نہیں آخر دنیا میں ہزاروں

ہزار راستباز گزرے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نہیں ہو سکتی تم فیصلہ کر لو کہ ہم نے سچ بولنا ہے، چاہے اس کے بدلہ میں ہم ذلیل ہوں، شرمندہ ہوں یا ہمیں کوئی اور نقصان اٹھانا پڑے۔ پھر دیکھو تمہارے اخلاق کی کتنی جلدی درستی ہو جاتی ہے۔ پس میں ان مختصر الفاظ میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سچائی کو اختیار کریں۔ بات مختصر ہے لیکن ہے بہت بڑی۔ کہنے کو تو یہ ایک منٹ میں کہی جاسکتی ہے لیکن نتیجہ اس کا صدیوں کی بھلائی اور قومی ترقی ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ فروری ۱۹۵۳ء)

کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ایک صفائی کا تعلق کانوں سے ہے۔ اسلام نے ہمیشہ ہی اس قسم کی صفائی کو قائم رکھنے پر زور دیا ہے۔ لیکن خصوصاً اجتماعات کے موقع پر کہا گیا ہے کہ دیکھو اس قسم کا گند بھی فضا میں نہ ہو۔ فضا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آواز کی لہریں ہماری فضا میں چکر لگا رہی ہوتی ہیں چنانچہ کہا کہ پبلک پلیسز (یعنی عوام الناس کے استعمال کی جگہوں) جن میں سڑکیں بھی ہیں اور سڑکوں کے علاوہ بعض اور مقامات بھی ہوتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، وہاں رفث نہیں ہونا چاہیئے، فحش کلامی نہیں ہونی چاہیئے، ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جو اچھی نہ لگے اور قبیح ہو۔ آگے اس کے کئی درجے ہیں۔ بعض ایسی باتیں ہیں کہ اگر دوست گھر کے اندر بیٹھے ہوئے آپس میں ہنسی مذاق کر لیں تو وہ قابل اعتراض نہیں ہوتیں۔ لیکن اگر وہی چیز سڑکوں پر کی جائے تو وہ قابل اعتراض ہو جاتی ہے۔ بعض ایسی باتیں ہیں کہ اگر مردوں میں ہو رہی ہوں تو اتنی زیادہ قابل اعتراض نہیں ہوتیں لیکن اگر کوئی بہن وہاں سے گزر رہی ہو اور اس کے کانوں میں بھی وہ آواز پڑ جائے تو وہ بات بڑی سخت قابل اعتراض ہو جاتی ہے کہ تم نے اپنی بہنوں کا خیال نہیں رکھا اور اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھا۔ پس خاص طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اپنے ماحول کو جس میں ساؤنڈ ویوز یعنی صوتی لہریں ہر وقت چل رہی ہیں، صاف رکھو۔ جب ہم بولتے ہیں تو آواز کی لہریں چلتی ہیں۔ ان میں گندگی نہیں ہونی چاہیئے وہ بھی صاف ہونی چاہئیں۔

پھر ایک مرکب گندگی یہ ہے کہ کوئی لڑ پڑے اس میں آواز بھی آئے گی اور دیکھنے والا اور پاس سے گزرنے والا کراہت محسوس کرے گا کہ جو بھائی بنیان مرصوص بنائے گئے ہیں ان کا آپس میں جھگڑا ہو رہا ہے اور وہ بھی پبلک پلیس (PUBLIC PLACE) پر رہا ہے، اجتماعات میں اس قسم کے واقعات ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے، کیونکہ بڑے اجتماعات میں بعض دفعہ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے میں سستی ہو جاتی ہے لیکن بعض بڑے اچھے نمونے ہیں۔۔۔

غرض اجتماعات میں بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو دوسروں کو تکلیف دے سکتی ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چھوٹی بات ہو یا بڑی اگر تکلیف پہنچے تو آدمی اسے برداشت کر جائے جھگڑا نہیں کرنا۔ اخلاقی لحاظ سے یہ پاکیزگی، یہ طہارت، یہ صفائی فضا ہی میں ہونی چاہیئے۔ گندگی سے پاک اور مطہر فضا ہونی چاہیئے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ نومبر ۱۹۷۸ء)

قبولیت دُعا کیلئے عملی تائید بھی ضروری ہے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"بسا اوقات دُعا کرنے والے کا عمل انسان کی دُعاؤں کا مددگار بنتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں مستجاب الدعوات ہے، ٹھیک ہے اس سے دُعا کی درخواست کرو۔ اس درخواست میں یہی مفہوم پیش نظر آتا ہے ورنہ دُعا تو ہر ایک انسان کرتا ہے اور بعض دفعہ بدوں کی دُعا بھی سنی جاتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں لیکن جس کا عمل مستقل طور پر دُعا کی مدد کر رہا ہے وہ اس کو طاقت بہم پہنچا رہا ہے اس کی دُعا واقعۃً عرش تک پہنچ رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ جس کے لئے دُعا کی جاتی ہے، اس کا عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ ان نیکیوں سے بے پرواہ ہے جن نیکیوں کے لئے اس کی خاطر دُعا کی جاتی ہے تو اس کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے حدیثوں کے مفہوم کو سمجھا نہیں اور غلط اعتراضات پیدا ہوتے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اشخاص کی ہدایت کی دُعا خاص طور پر اپنے رب سے کی تھی۔ ایک وہ جو ابوجہل کے نام سے مشہور ہوا اور ایک ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ عمرؓ کے حق میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوئی اور بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ابوجہل کے حق میں مقبول نہیں ہوئی اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا نامقبول ہوئی۔ آپؐ کی دُعا نامقبول نہیں ہوئی یہ کلمہ گستاخی کا ہے بلکہ ابوجہل کا عمل نامقبول تھا اور اس عمل کی نامقبولیت جو اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ وہ جاہل کا جاہل مر گیا بلکہ اجہل ہو کے مرا۔ اس لئے جس کے حق میں دُعا کی جاتی اس کے عمل کی صداقت اس کی سچائی دُعا کرنے والے کی دُعاؤں کی مدد کر رہی ہوتی ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جون ۱۹۸۶ء)

مجھ پر بھی اک نظر مرے پروردگار ہو

کلام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بصیرت افروز نظم ۱۹۱۰ء میں اپنی طالب علمی کے زمانہ میں لکھی تھی:

سر پر کھڑی ہے موت ذرا ہوشیار ہو
ایسا نہ ہو کہ توبہ سے پہلے شکار ہو

سینہ تیرا ہو مدفنِ حرص و ہوا و آز
دل تیرا تیری آرزوؤں کا مزار ہو

زندہ خدا سے دل کو لگا اے عزیزِ من!
کیا اس سے فائدہ جو فنا کا شکار ہو

جاہ و جلالِ دنیائے فانی پہ لات مار
گر تو یہ چاہتا ہے کہ تو باوقار ہو

کیوں ہو رہا ہے عشقِ بتاں میں خراب تو
تجھ کو تو چاہیئے کہ خدا پر نثار ہو

ہو فکر تجھ کو روزِ جزا کی لگی ہوئی
اور اس کے غم میں آنکھ تری اشکبار ہو

یادِ خدا میں تجھ کو ملے لذت و سرور
بس تیری زندگی کا اسی پر مدار ہو

تسکینِ دل تو چاہتا ہے گر تو چاہیئے
دل کو ترے کبھی بھی نہ اے جاں قرار ہو

تجھ کو اسی کا شوق ہو ہر وقت ہر گھڑی
ہر دم اسی کے عشق کا سر میں خمار ہو

ایسا نہ ہو کہ تجھ کو گرائے یہ منہ کے بل
ہاں ہاں سنبھل کے نفسِ دنی پر سوار ہو

خالی ہو دل ہوائے متاعِ جہان سے
تجھ کو بس ایک آرزوئے وصلِ یار ہو

آگاہ تجھ کو تیری بدی پر کرے ضمیر
ناصح ہو دل ترا نہ کہ یہ خاکسار ہو

یادِ حبیب سے نہ ہو غافل کبھی بھی تو
اس بات سے کوئی تیرا مانع ہزار ہو

طالبِ نگاہِ لطف کا ہوں مدتوں سے میں
مجھ پر بھی اک نظر مرے پروردگار ہو

احمد یہی دعا ہے کہ روزِ جزا نصیب
تجھ کو نبی کریم کا قرب و جوار ہو

پیغام

نئے سال کے آغاز پر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ احباب جماعت امریکہ کو اپنے پیغام میں فرماتے ہیں :-

نئے سال کی آمد ہے اور احمدیت ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے ۔ دنیا کا مادی نظام دم توڑ رہا ہے اور خدا کی تقدیر نئے اسلامی دور کی برجائی کیلئے زمین صاف کر رہی ہے ان حالات میں ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو تیز تر کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے قدم آگے بڑھائیں ۔ تبلیغ، تربیت خدمت خلق میں اپنی حقیر لیکن مخلصانہ کوششیں عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ مجنونانہ طور پر بڑھائیں ۔ آپس میں محبت اور اخوت کے رشتہ کو مضبوط کرتے ہوئے اسلامی اقدار کو اپنائیں تا اسلام کی شوکت کا دور پھر ساری زمین پر محیط ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم النبین کا جھنڈا ہر ملک اور ہر قوم پر پوری شان و شوکت کے ساتھ پھر لہرائے ۔ آئیے ہم اس عزم سے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ نئے سال کا آغاز کریں اور اپنی بیعت کے عہد

"کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

کو نبھانے والے شمار ہوں ۔

خاکسار مرزا مظفر احمد

اسیران راہ مولیٰ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

پاکستان میں کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے، لکھنے والے اور اسے اپنے سینوں پر سجانے والے آج کئی مخلص احمدی وہاں کے زندانوں میں اپنے ایام تنہائی گزار رہے ہیں اور آج اسیران راہ مولیٰ میں شمار ہیں ۔ اور اب ساہی وال کیس کے اسیران کی اسیری کو بھی نو سال ہو رہے ہیں ۔ ان میں مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب اور ان کے چار ساتھی بھی ہیں ۔

احباب جماعت سے ان اسیران راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خاص طور پر درد مندانہ دعاؤں کی درخواست ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظیم قربانیوں کو قبول فرمائے ۔ ان کے بیوی، بچوں اور تمام لواحقین کے صبر و استقامت کے جذبوں کا اپنے فضل و کرم سے بہترین اجر دے ۔ نیز ان سب کی درد بھری دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا کرے ۔

خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

مکرم رشید احمد چوہدری صاحب
مدیر اعلیٰ، ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اور حضور اقدس کی رہنمائی میں اخبار الفضل انٹر نیشنل کا لندن سے اجرا ہو چکا ہے ۔ اس کا پہلا شمارہ نمونے کے طور پر جلسہ سالانہ یو ۔ کے ۔ کے موقع پر شائع ہو چکا ہے ۔ مستقل بنیادوں پر اخبار کو جاری کرنے کے سلسلہ میں جملہ انتظامات اب تکمیل کے مراحل میں ہیں ۔

احمدی اہل قلم اور شعراء حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مضامین اور کلام خاکسار کو مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں اور اس سلسلہ میں خاکسار سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔

نیز احباب کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ الفضل انٹر نیشنل کے سالانہ چندہ کی شرح حسب ذیل ہے ۔

یورپ کے لئے 27 پونڈ

افریقہ، امریکہ، کینیڈا اور دیگر ممالک کے لئے ۔ 36 پونڈ

16 Gressenhall Road
London, S.W.18 5QL. U.K.

(بقیہ صفحہ ۱ سے)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مختلف وقتوں میں تحریک جدید کے مختلف دفاتر مختلف ذیلی تنظیموں کے سپرد کئے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے دفتر اول کو انصار اللہ کے سپرد کیا۔ ۱۹۵۰ء دفتر دوم کو خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا۔ ۱۹۸۲ء میں میں نے (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ نے) دفتر سوم کو لجنہ اماء اللہ کے سپرد کیا اور دفتر چہارم کے بارے میں اب میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر پہلے باقاعدہ طور پر نہیں بھی تھا تو اب اسے مجلس انصار اللہ کی خصوصی ذمہ داری قرار دیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ۱۹۷۰ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے نو مبایعین کو تحریک جدید میں شامل کرنے کی ذمہ داری انصار اللہ کے سپرد کی تھی۔ آج کے دور میں یہ ارشاد خصوصی اہمیت رکھتا ہے لیکن چونکہ بہت بھاری تعداد میں نئے افراد جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اس لئے اب یہ ساری ذمہ داری کلیتہ "انصار اللہ" کے سپرد کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اس میں اتنی ترمیم کرلی جائے کہ آئندہ سے نو مبایعین کو تحریک جدید میں شامل کرنا انہی ذیلی تنظیموں کی ذمہ داری ہے جس میں وہ نو مبایع عمر کے لحاظ سے شامل ہوگا۔

جماعت احمدیہ کے اجتماعات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ اور ان میں شامل ہونے والے بڑے شوق سے یہ انتظار کرتے ہیں کہ ان کا نام میری زبان پر جاری ہو اور ساری دنیا کے احمدی ان کا نام سن کر ان کو اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جن جماعتوں یا ذیلی مجالس کے نام بیان فرمائے وہ یہ ہیں۔

جماعت احمدیہ ضلع اوکاڑہ کا جلسہ سالانہ ' مجلس انصار اللہ ضلع ڈیرہ غازی خان اور ضلع راجن پور' مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کا سالانہ اجتماع' لجنہ اماء اللہ ضلع سرگودھا کا اجتماع' برونگ اہافو (غانا کا ایک ریجن) کا جلسہ سالانہ ' اڑیسہ (ہندوستان) کا صوبائی اجتماع۔ مجلس انصار اللہ کولون ریجن۔ جرمنی کا اجتماع۔ وان والیوو (جزیرہ فجی) کا جلسہ سالانہ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان جماعتوں نے اپنے لئے خصوصی پیغام کی بھی درخواست کی ہے ان کے نام یہی پیغام ہے کہ جماعت احمدیہ کے وہ تمام افراد جو کسی نہ کسی ذیلی تنظیم سے منسلک ہیں ان کے سپرد تحریک جدید کے چندے کی وصولی کی جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں وہ سارے میرے مخاطب ہیں۔ آپ سب کے لئے یہ پیغام ہے کہ امسال تحریک جدید کے چندے کو ہر پہلو سے کامیاب بنانے کے لئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین توفیق دے۔

عالمگیر سطح پر جائزہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس ۶۱ ملکوں کی رپورٹ پہنچ گئی ہے اس کے مطابق عالمگیر جماعت احمدیہ کے وعدہ جات برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء ۱۰ لاکھ ۸۷ ہزار ۸۳۶ پاؤنڈ تھے اس کے مقابلے میں وصولی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۰ لاکھ ۹۱ ہزار ۹۱۹ پاؤنڈ ہو گئی ہے۔ پاکستانی کرنسی میں رقوم کا متبادل یہ ہے۔ وعدہ جات ۴ کروڑ ۸۵ لاکھ ۳۹ ہزار ۲ سو بیالیس اور وصولی خدا کے فضل سے ۴ کروڑ ۸۷ لاکھ ۲۱ ہزار روپے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ گذشتہ سال ۱۳۵ ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ لیکن چندوں کے لحاظ سے ابھی بہت سے ممالک کی پوری تربیت نہیں ہوئی۔ یعنی اتنی بھی نہیں ہوئی کہ ہر چندے کو علیحدہ علیحدہ پہچان سکیں۔ ایسے ممالک کو میری ہدایت یہ تھی کہ پہلے پہل ان ممالک کے احمدیوں کو چندہ عام کی طرف لایا جائے بے شک اس کی شرح کو عام شرح ۱/۱۶ کے مقابلے میں کم رکھا جائے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی ابتداء میں جب چندوں کی تحریک فرمائی تھی تو کوئی شرح نہیں رکھی تھی پس اس پر عمل کرتے ہوئے میں نے ایسے لوگوں کو جو کمزور ہیں یا مالی لحاظ سے جن پر ذمہ داریاں ہیں ان سے یہ وعدہ کیا ہے اگر مجھے لکھیں گے تو میں ان کو کم شرح سے ادائیگی کی اجازت دے دوں گا۔ ایسے ممالک کو جہاں چندوں کا مالی نظام مستحکم نہیں ہے ان کو یہ نئی ہدایت ہے کہ وہ دیگر چندوں کے ساتھ ساتھ ان کو تحریک جدید کے چندے سے بھی روشناس کروائیں۔ چاہے کوئی کتنی ہی کم رقم کیوں نہ دے۔ اس کو شامل کریں۔

تحریک جدید کے چندے کی غیر معمولی برکت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے چندے کی غیر معمولی برکت یہ تھی کہ تحریک جدید کے آغاز کے ساتھ جماعت احمدیہ کے چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ کیونکہ اس سے پہلے صرف کمانے والا چندہ دیتا تھا۔ (یعنی چندہ عام) بچوں اور عورتوں کے لئے کوئی چندہ نہ تھا۔ اور عورتیں چونکہ مالی قربانی میں براہ راست حصہ نہیں لیتی تھیں اس لئے وہ خاوند کی مالی قربانی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے گھروں کے بچے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تحریک جدید کے چندہ کے آغاز سے یہ بات ختم ہو گئی اسی لئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں تحریک جدید کے چندے کو دنیا بھر میں رائج کرنے کی ہدایت دے رہا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بہت سی جماعتیں رپورٹیں نہیں بھجواتیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

جماعتوں کی آپس میں دوڑ

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں جماعتوں کی آپس کی دوڑ کا اس لئے ذکر کرتا ہوں تا کہ سبقت فی الخیرات کا جذبہ پیدا ہو۔ یہ ہمارا مقصود قرار دیا گیا ہے۔ دنیا کے اور کسی مذہب میں یہ ماٹو اپنے ماننے والوں کو نہیں دیا گیا۔ اس پہلو سے یہ ماٹو اور یہ مطمح نظر ہماری زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہونا چاہئے۔ یہ انفرادی تحریک جب اجتماعی حیثیت اختیار کرتی ہے تو نیکیوں کا ایک سمندر بن جاتا ہے جو حیرت انگیز ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب میں اعلان کرتا ہوں کہ فلاں جماعت آگے نکل گئی ہے تو میرا مقصد سبقت فی الخیرات کا جذبہ پیدا کرنا اور دعا کی تحریک کرنا ہوتا ہے۔ اس میں دعا یہ کی جائے کہ اے خدا جس نے سبقت پائی ہے اس کو قائم رکھ اور جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کی پوری صلاحیتوں کو استعمال کئے جانے کی توفیق دے۔ پھر اگر وہ آگے بڑھ جائیں تو یہ اللہ کی شان ہے اس کا فضل ہے۔

پاکستان اول جرمنی دوم امریکہ سوم

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب عام چندوں کا اعلان ہوا تو پاکستان کے احمدیوں کو بڑی تکلیف پہنچی جب یہ کہا گیا کہ جرمنی عام چندوں میں آگے نکل گیا ہے۔ تو اب اہل پاکستان کو مبارک ہو کہ وہ تحریک جدید میں حسب سابق دنیا میں سب سے آگے ہیں۔ اس کے بعد جرمنی ہے جو مسلسل آگے آرہا ہے اور پاکستان سے اپنا فاصلہ کم کر رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر امریکہ ہے اور مجھے یقین ہے اور امیر صاحب امریکہ مجھ سے گفتگو کے دوران اس نظریے پر متفق ہوئے ہیں امریکہ کے احمدی اگر اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں تو سب دنیا کی احمدی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ سکتے ہیں۔ چوتھے نمبر پر برطانیہ ' پانچویں پر کینیڈا ' چھٹے پر انڈونیشیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انڈونیشیا مسلسل آگے آرہا ہے' ساتویں نمبر پر جاپان ہے یہ چھوٹی جماعت ہے۔ مگر قربانی کے جذبہ سے بھرپور ہے۔ آٹھویں نمبر پر ماریشس ہے جو بڑی ہوشمندی سے آگے آرہا ہے۔ نویں نمبر پر ہندوستان ہے یہاں غربت بہت ہے اس کے باوجود ان کا نویں نمبر پر آنا قابل تعریف ہے۔ دسویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ اوپر کی فہرست میں سوئٹزر لینڈ کا نمبر دسواں ہے لیکن اوسط چندوں کی فہرست میں سوئٹزرلینڈ سب سے آگے ہے اس سے پہلے جاپان آگے تھا۔ سوئٹزرلینڈ نے کوشش کر کے اسے پیچھے چھوڑا ہے۔ لیکن جاپان پر بعض اور بھی اہم ذمہ داریاں ہیں جن میں بیت الذکر کی تعمیر کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ ٹوکیو میں تعمیر ہونے والی بیت الذکر کی تعمیر کا چندہ بہت غیر معمولی ہے جو جاپان کی جماعت پر ڈالا گیا ہے۔ انہوں نے تین سال کی مدت میں اسے تعمیر کرنا ہے۔

اوسط چندہ فی کس کی فہرست میں سوئٹزرلینڈ اور جاپان کے بعد تیسرا نمبر بیلجیئم کا ہے۔ جو تیز قدموں سے آگے آرہا ہے۔ دعوت الی اللہ میں بھی انہوں نے توقع سے بڑھ کر کارکردگی دکھائی اور اب مالی لحاظ سے بھی ترقی کر رہے ہیں۔ چوتھے نمبر پر امریکہ ' پانچویں نمبر پر فرانس ہے۔ اس کے علاوہ بعض چھوٹے ممالک ایسے ہیں جن کی کم تعداد کے پیش نظر ان کو اوسط والی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان میں تھائی لینڈ 'فلسطین' کوریا' گوئٹے مالا' اور لتھوانیا اوسط میں بہت بہتر ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ موازنے کی اس فہرست میں افریقہ کا نام نہیں آیا۔ افریقہ کے ممالک میں غربت بہت زیادہ ہے اور ملک اقتصادی بدحالی کے شکار ہیں۔ تاہم ان میں اخلاص کی کمی نہیں اخلاص میں یہ بہت آگے ہیں۔ چنانچہ فی صد اپنی قربانی میں اضافہ کرنے کے لحاظ سے جو ملک سب سے آگے ہے وہ زیمبیا ہے جو مشرقی افریقہ کا ملک ہے پھر تیسرے نمبر پر غانا ہے ساتویں نمبر پر گیمبیا ہے اور دسویں نمبر پر تنزانیہ ہے گویا کہ اس فہرست میں پہلے دس میں سے چار نام افریقہ کے ہیں۔

افریقہ کے لئے دعا کا اعلان

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں میں دعا کا بھی ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ افریقہ کی اقتصادی حالت کی بحالی کے لئے حسب توفیق سکیمیں جاری کر رہی ہے اور افریقہ کی حالت کو اس اعتبار سے بہتر بنایا جا رہا ہے کہ افریقہ کا خون چوس کر بیرون ممالک میں رقم منتقل کرنے کا جو دور تھا جماعت احمدیہ ضرور اس کا رخ پلٹے گی اب باہر سے پیسہ آئے گا اور افریقہ پر خرچ کیا جائے گا۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک کے ارشادات کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کے مضمون کی تشریح فرمائی۔ اور بیان فرمایا کہ شیطان فحشاء کی تلقین کرتا اور مالی قربانی سے روکتا ہے کہ تم کہیں غریب نہ ہو جاؤ۔ حالانکہ جو قومیں فحشاء میں زیادہ مبتلا ہیں ان سے مالی قربانی کی توفیق لے لی جاتی ہے۔ وہاں کھلم کھلا بدیوں کی دوڑ لگ جاتی ہے۔ ایسے انسانوں کی کمائی (سوائے اس کہ کہ اللہ چاہے) ان کی ضرورتوں سے بڑھ جاتی ہے۔ نئے ماڈل کی کار' نئے نئے ویڈیوز' عیش و عشرت کا حصہ سیریں' شراب و کباب' ناچ گانا کی تو کوئی حد ہی نہیں رہتی۔ اور ان کو حاصل کرنے کے لئے پھر لوگ ڈاکے مارتے' چوریاں کرتے اور جرائم پیشہ بن جاتے ہیں۔

اسی لئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے جب تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو فحشاء سے بچنے کا حکم فرمایا۔ اور اس کے ساتھ بچت کر کے مالی قربانی کی تحریک کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مالی قربانی کی صورت میں نہ صرف یہ کہ تم غریب نہیں ہوگے بلکہ بخشش اور فضل کا بھی وعدہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کسی مصیبت میں اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا لیکن جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کو ضرور انصار حاصل ہونگے۔ جب بھی ان پر کوئی تکلیف آئے گی اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرمائے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کے بہت سے فائدے بیان فرمائے ہیں۔ ایسا کرنے والوں کو مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے بے انتہا مالی فوائد حاصل ہونے کا بھی وعدہ ہے۔ اور یہ ضرور ملتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جب مالی قربانی کرو تو اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی منفعت پر نظر نہ رکھا کرو بلکہ اللہ کی رضا کا حصول اصل مقصد ہو جو پیش نظر ہے۔

اس ضمن میں حضور نے سیکریٹریان مال اور دیگر کارندوں کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے ذریعے تمام چندہ دینے والوں کی قربانی کا ثواب ان کے کھاتے میں بھی لکھا جائے گا اور اصل دینے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مالی نظام کو پاک صاف رکھے، ہم ہمیشہ رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے خرچ کریں۔ ہم سے پہلوں نے جو خرچ کئے آج ہم ان کا پھل کھا رہے ہیں اور ہم جو آج خرچ کریں گے آنے والی نسلیں اس کے پھل کھائیں گی۔ مگر اس پھل کی خاطر قربانی نہ کریں بلکہ اس میں ہمیشہ رضائے باری تعالیٰ کو پیش نظر رکھیں۔ یہی سب سے بڑی جزا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

واجعل لی من لدنک سلطٰنا نصیرا

انا فتحنا لک فتحا مبینا

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

لندن

پیارے برادرم مکرم مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ

R/11-15-93

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ماہ ستمبر ۹۳ اور پہلے چوتھائی حصّے کی مالی رپورٹ موصول ہوئی۔ بہت اچھی رپورٹ ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور قربانی کرنے والوں کو جزائے حسنہ عطا فرمائے اور ان کے اموال و نفوس عظیم برکات ڈالے۔

اللہ کے فضل سے جب سے آپ نے امارت کا منصب سنبھالا ہے ہر لحاظ سے ترقی ہوئی ہے۔ خصوصاً شعبہ مال نے بڑی تیز رفتاری سے ترقی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الرابع

T-1224 2-11-93

تحریک جدید کے سلسلے میں ایک اعلان

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے سلسلے میں میں نے اعلان کیا تھا کہ وہ چھوٹے بچے جو اطفال یا ناصرات کی تنظیم میں شامل ہونے کی عمر کو نہیں پہنچے ان کو انصار اللہ کے سپرد کیا جائے۔ اس بارے میں وکیل المال تحریک جدید نے توجہ دلائی ہے اور بالکل درست توجہ دلائی ہے کہ ایسے چھوٹے بچوں کو انصار اللہ کی بجائے لجنہ کے سپرد کیا جائے۔ کیونکہ ایسے چھوٹے بچوں کی تربیت ماں باپ کا فرض ہے ہی۔ گویا ماؤں کا تو فرض ہے۔ اب یہ لجنہ کا بھی اجتماعی فرض بن جائے گا۔

الفضل انٹرنیشنل کے خریدار توجہ فرمائیں

امریکہ کے احباب 56 ڈالر ادا کر کے اس کے خریدار بن سکتے ہیں۔ براہ کرم اپنی جماعت کے سیکرٹری مال کو مذکورہ رقم ادا کر کے اپنے نام پتہ اور رسید بغرض واشنگٹن مشن کو مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

سیرت حضرت

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن

خدا تعالیٰ کے انبیاءؑ دنیا میں روحانی انقلاب کے داعی اور اصلاحِ خلق کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان کے بابرکت وجود سے رُوحانی طور پر مردہ دلوں میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ حیوانوں سے بدتر زندگی بسر کرنے والے لوگوں کو انسانیت کا لبادہ عطا کیا جاتا ہے، درسِ اخلاق دیا جاتا ہے پھر ان با اخلاق انسانوں کا وجود بالآخر خدا نما وجود بن جاتا ہے۔ اس نوعیت کا عظیم روحانی انقلاب' اپنی انتہائی ارفع شان کے ساتھ ہمارے ہادیٔ کامل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ظاہر ہوا جبکہ "لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔"

آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ میں بھی اس احیائے نو کی جھلک بڑی خادمانہ شان میں دکھائی دیتی ہے غلام نے اپنے آقا کے' اور شاگرد نے اپنے استاد کے فیض کی برکت سے ہزارہا مُردہ دلوں کو روحانی طور پر حیاتِ نو عطا فرمائی اور آسمانِ رُوحانیت کا ستارہ بنا دیا۔ ان درخشندہ ستاروں میں سے ایک' ہاں ان مقدس لوگوں میں سے ایک جو مسیح محمدی علیہ السلام کے ہاتھوں سے پاک کیے گئے' جنہوں نے مہدی علیہ السلام کے ذریعہ آبِ زلال پی کر نئی زندگی پائی اور دنیا و آخرت میں فلاح پا گئے۔ ان خوش قسمت افراد میں سے ایک بابرکت وجود حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جن کی سیرت کا مختصر تذکرہ مجھے اس مضمون میں کرنا مقصود ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی آنحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین اور قدیمی صحابہ میں سے تھے۔ آپ کو یہ غیر معمولی امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے پندرہ سولہ سال کی عمر میں مسیح پاک علیہ السلام کے ہاتھ پر بیک وقت ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی نعمت حاصل کرنے کی سعادت پائی اور پھر بہت لمبا عرصہ مسیح پاکؑ کی بابرکت صحبت میں وقت گذارا جس نے اس مسِ خام کو کندن بنا دیا۔

آپ کی سیرت کے بے شمار عنوان ہیں۔ ان میں سے ایک نمایاں عنوان آپ کی استقامت سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ یکم جنوری ۱۸۷۹ء کو ایک کٹر ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندانی نام ہریش چندر تھا۔ ہریش چندر کے عبدالرحمٰن قادیانی بننے کی داستان خود آپ نے بڑی تفصیل سے لکھی ہے۔ یہ تفصیل بہت دلچسپ بھی ہے اور دردناک بھی۔ پڑھتے ہوئے بار بار آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں اور دل اس مردِ خدا کی استقامت اور دلیری پر عش عش کر اٹھتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ تلخیص میں وہ لطف نہیں جو تفصیل میں ہے۔

ہندو گھرانے میں پیدا ہونے والے اور سخت متعصب ماحول میں پرورش پانے والے ہریش چندر کے بارہ میں کوئی سوچ بھی نہ سکتا ہو گا کہ کبھی یہ اسلام کا جانباز سپاہی بن جائے گا لیکن جسے خدا ہدایت دینا چاہے کون ہے جو اس راستہ میں روک بن سکے۔ یہ ہندو لڑکا سکول کی چوتھی یا پانچویں جماعت میں تھا کہ اس نے "رسوم ہند" نام کی ایک کتاب پڑھی جس نے اس پر مقناطیسی اثر کیا اور اس کی کایا پلٹ گئی۔ آپ کے دل کی کھیتی میں حُبِّ اسلام کا پہلا پاک اور مقدس تخم اس قیمتی کتاب کے مطالعہ سے بویا گیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا اور بالآخر اس درخت کو اسلام کا شیریں پھل لگا۔ صداقت قبول کرنے اور مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں میں حاضر ہونے کا سفر جان جوکھوں کا سفر تھا۔ بچپن سے ہی پاکیزہ خوابوں نے دل میں اُجالا کر دیا۔ کسوف و خسوف کے نشان کے بعد مہدی علیہ السلام کو پالینے کی تمنّا دل میں بیدار ہو گئی۔ دن رات دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سید بشیر حیدر کی شکل میں نیک مسلمان ساتھی بھی آپ کو مل گئے لیکن اس ماحول سے آپ کو نکلنا پڑا اور سخت متعصب ہندو ماحول میں مقید ہو کر رہ گئے۔ تصرف الٰہی نے آپ کو اس کنوئیں سے نکالا۔ بھاگم بھاگ مسلمان دوستوں سے ملے۔ مسیح پاک علیہ السلام کی کتب "نشان آسمانی" اور "انوار الاسلام" کا مطالعہ کیا۔ دل میں عرفان کی شمع روشن ہو گئی۔ قادیان حاضر ہوئے اور حضرت مسیح پاکؑ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ مسیح پاکؑ نے آپ کو اسلامی نام عبدالرحمٰن عطا فرمایا۔

یوں تو آپ دارالامان پہنچ گئے تھے لیکن ابھی آپ کا امتحان اور آزمائش مقدّر تھی۔ والد صاحب پیچھے پیچھے قادیان آ پہنچے اور

مختلف بہانوں سے آپ کی واپسی کا اصرار کیا۔ واپسی میں بے شمار خطرات تھے۔ آپ بھی واپس نہ جانا چاہتے تھے مسیح پاک علیہ السلام نے بھی ابتداءً انکار کر دیا مگر بعد میں والد صاحب کے تحریری وعدہ پر کہ دو ہفتوں کے اندر اندر خیریت سے واپس لے آؤں گا آپ کو ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے تجویز کیا کہ احتیاطاً کسی دوست کو ساتھ بھجوا دیا جائے۔ اس پر مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا :-

"ہمیں نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں۔ ہمارا ہے تو آجائے گا ورنہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے کیا حاصل"

والد صاحب کے ساتھ اپنے علاقہ میں واپس پہنچتے ہی آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی ہر رنگ میں ہر قسم کی اذیت آپ کو دی گئی۔ کبھی محبت کا واسطہ دیکر اور کبھی دھمکی اور خوف دلا کر آپ کو اسلام سے قطع تعلقی پر مجبور کیا جاتا اور یہ سلسلہ آٹھ نو ماہ تک جاری رہا لیکن آفرین ہے اس مرد حق آشنا پر کہ آپ پورے استقلال اور استقامت کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دستگیری فرمائی اور آپ اس ظالمانہ جنگل سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور اپنے آقا مسیح زماں کے قدموں میں دارالامان حاضر ہو گئے۔ آپ کے والد صاحب اس پر سخت برہم ہوئے اور تعاقب میں قادیان آئے ہندوؤں کے ساتھ مل کر اغوا کرنے کا ہر ممکن جتن کیا لیکن ان کی ہر کوشش ناکام ہوئی۔ ہر مخالفانہ کوشش کے ساتھ آپ کا ایمان اور بھی پختہ ہوتا گیا۔ جس طرح مکہ کی وادی سیدنا بلال ؓ کی زبان مبارک سے احد احد کی صدا سے گونج اٹھتی تھی اسی طرح رحمٰن خدا کے بندے نے اپنی استقامت اور ایمان کی پختگی کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ اپنی والدہ کو ایک خط میں لکھا :

"اسلام کی خوبیوں نے میرا دل فتح کر لیا ہے ... بالفرض آپ لوگ مجھے پکڑ لے جانے میں کامیاب بھی ہو جائیں اور میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کا قیمہ بھی بنا دیں تب بھی ہر ذرہ سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدا بلند ہو گی۔ اسلام میرے رگ و پے میں رچ چکا ہے۔ جسم مغلوب ہو سکتے ہیں مگر قلوب نہیں۔" (صفحہ ۱۱۸)

غیر متزلزل ایمان کے اس جلالی اعلان نے باطل کو ہمیشہ کے لیے مایوس اور سرنگوں کر دیا۔ آپ کی استقامت مسیح پاک علیہ السلام سے محبت اور فدائیت ایک عجیب شان رکھتی تھی اور دورِ اولین کے صحابہ کرام کی یاد دلاتی تھی۔ اُسے دیکھ کر مسیح پاک علیہ السلام کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے کہ ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

آپ بیان فرماتے ہیں :

"جب بچپن میں خدا تعالیٰ کے خاص ہاتھ نے مجھے بت پرست قوم سے نجات دے کر نورِ ایمان و اسلام سے منور کیا تو میری حقیقی والدہ جس نے مجھے جنا تھا اپنی ماتا سے مجبور ہو کر ایک سے زیادہ بار مجھے واپس لے جانے کے لیے قادیان آئی۔ لیکن مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان ؓ کی غلامی اتنی محبوب اور پسند تھی کہ میں نے اس کو ہزار آزادیوں اور آراموں پر ترجیح دی اور جب ایک دفعہ میرے والد نے بڑی آہ و زاری و الحاح سے مجھے واپسی کے لیے مجبور کرنا چاہا تو میں اس واقعہ کے مطابق جو حضرت زید، مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کے والدین کو پیش آیا تھا اپنے مقدس آقا کو جس کی غلامی میں میں تھا چھوڑنے سے انکار کر دیا" (صفحہ ۲۰۹)

۱۸۹۵ء میں آپ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام اور احمدیت کے نور سے منور ہوئے۔ ضمیمہ انجام آتھم کتاب میں ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں ۱۰۱ ویں نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔ نزول المسیح کتاب میں حضورؑ نے اپنی ۱۲۲ پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سات عظیم الشان پیشگوئیوں کے گواہ کے طور پر حضرت بھائی جی کا نام درج ہے۔ عبدالرحمٰن نام کے صحابہ کرام میں آپ ہی ہیں جو خاص طور پر قادیانی کہلائے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ جب قادیان میں عبدالرحمٰن نام کے کئی صحابی اکٹھے ہو گئے اور کئی نومسلموں کو بھی حضور نے یہی نام عطا فرمایا تو تمیز کے لیے نام کے ساتھ مختلف اضافتیں استعمال ہونے لگیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"یہ خدا کی دین ہے کہ مجھ نالائق کے حصہ میں قادیانی کا مبارک نام آیا" (صفحہ ۶۴)

آپ کا یہ امتیاز بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ کو ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پاکیزہ صحبت نصیب رہی۔ بہت قرب حاصل رہا۔ اور آپ نے بھی خوب جی بھر کر خدمت کی سعادت پائی۔ ہمیشہ سایہ کی طرح آقائے نامدار کے ساتھ ساتھ رہے اور ہر دم خدمت پر کمر بستہ۔ حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت ملی۔ بالکل ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا بارہا موقعہ ملا۔ متعدد سفروں میں ہمرکاب رہے۔ آپ کے نام کے بہت سے مکتوب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ مسیح پاکؑ کے متعدد خطابات اور مختلف مواقع کی گفتگو کو قلمبند کرنے کی سعادت آپ کو ملی۔ حضور کی زندگی کی آخری تقریر جو ۲۵ مئی کو فرمائی گئی وہ بھی آپ نے قلمبند فرمائی۔ آپ کے بلند مقام اور ممتاز خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا :

"ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ اس سلسلہ میں آئے ہیں کہ ان کی خدمات اور غیرتِ اسلام پر رشک آتا ہے اور وہ دوسرے دس دس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔" (صفحہ ۳۷۷)

الغرض صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ کا ایک نرالا انداز اور نہایت ارفع و اعلیٰ مقام تھا۔ آپ اس زمرۂ ابرار کے ایک درخشندہ گہر تھے اور آپ کی جلیل القدر خدمات کا تذکرہ ہمیشہ

تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پروانہ صفت عاشق حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے یہ غیر معمولی سعادت عطا فرمائی کہ آپ نے ایک لمبا عرصہ اپنے آقا کے قدموں میں اس طرح گذارا کہ زندگی کا ایک ایک گوشہ بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ سفر و حضر میں اور خلوت و جلوت میں آپ نے مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت کا بہت تفصیل اور گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ اس لحاظ سے آپ کا بیان ایک وقیع عینی شہادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے آپ کو اپنے آقا کا غیر معمولی قرب بھی عطا کیا، دیکھنے والی آنکھ بخشی۔ محسوس کرنے والا دل عطا فرمایا اور پھر اس قلم سے نوازا جس کے بھرپور استعمال سے آپ نے اپنے مشاہدات کا عظیم خزانہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ ان ساری خوبیوں کا ایک دلکش امتزاج اس بیان میں ملتا ہے جس میں آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے لطف و احسان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :

"دلداری و دلجوئی کرنے میں حضور مادر مہربان سے کہیں زیادہ مہربان اور شفیق سے شفیق باپ سے کہیں بڑھ کر شفیق تھے۔ خلق خدا کی ایسی دلداری فرماتے اور اتنی دلجوئی کیا کرتے تھے کہ کیا کوئی ماں باپ کسی عزیز ترین اکلوتے کی بھی کر سکیں گے۔ دنیا میں ایسا کون ہے جو دوسروں کا غم اٹھائے، بیگانوں کا درد بانٹے اور ان کے مصائب و آلام اپنے گلے ڈال لے؟ مگر میرے آقا مسیح پاک ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ غمزدوں کے غم اٹھاتے رنجوروں کے رنج خود سہتے، اپنی جان پر بوجھ ڈالتے اور ان کو رنج و غم سے آزاد کر دیا کرتے تھے۔ کتنا ہی کوئی مفلوک الحال اور درد و غم سے نڈھال ہوتا حضور اس طرح دلداری فرماتے، ایسی دلجوئی کرتے کہ وہ رنج و غم کو بھول جاتا۔ غریب سے غریب اور ناتواں و کمزور بھی حضرت کو اپنا ہمدرد، غم خوار اور بہی خواہ سمجھ کر حاضر ہوتا بے تکلف عرض حال کرتا اور حضور کے لطف و کرم سے حصّہ پاتا۔ کتنی طویل کہانی، بے معنی قصّہ، بے محل راگ بے ہنگام بانگ کوئی کہتا چلا جاتا حضور سنتے اور سنتے نہ روکتے نہ ٹوکتے بلکہ اس طرح توجہ فرماتے جس سے اس کی دلداری و دلجوئی ہوتی۔ کتنی ہی کوئی چھوٹی چیز، ادنیٰ سی خدمت، معمولی سا ہدیہ کوئی پیش کرتا، مٹھی بھر بیر، ایک دو گنے یا چند بھٹے مکئی کے حتیٰ کہ حقیر ترین رقوم کو یوں قبول فرماتے، اتنا نوازتے اور پیش کرنے والے کا اس طرح شکریہ ادا فرماتے جیسے کسی نے بھاری خزانہ یا نعمتوں کا انبار پیش کر دیا ہو۔ کیونکہ حضور کی نظر درہم و دینار اور نذر و نیاز سے دور آگے نکل کر اس دل اور اس کی نیت و اخلاص اور محبت و پیاس پر پڑا کرتی تھی جس سے وہ چیز پیش کی جاتی۔ غلطی پر گرفت و سختی کی بجائے لطف فرماتے۔ چشم پوشی کرتے اور الٹا دلجوئی فرما کر نوازتے۔ دل بڑھاتے۔ غلطی سے کسی نے قیمتی چیز ضرورت کا سامان گرا دیا پھینک دیا یا بگاڑ دیا تو ناراضگی و سرزنش کی بجائے ایسا طریق اختیار فرماتے کہ اس کو ندامت و شرمندگی سے بھی بچا لیتے اور دلجوئی و دلداری بھی فرما دیتے۔ میرے سامنے حقائق و واقعات ہیں۔ دل و دماغ میں بکثرت اس کی مثالیں ہیں اور ان سب سے بڑھ کر میری آنکھوں میں وہ صورت اور قلب کے اندر وہ موہنی صورت جلوہ فگن ہے جو نذر و نیاز اور تحفے تحائف لے کر اتنا خوش نہیں ہوتی جتنا خلق خدا کی ضرورت میں دے کر یا اس کی حاجت پوری کر کے یا اس کی خدمت یا مدد کرنے اور سلوک فرمانے سے۔" (ص ۲۸۱ تا ۲۸۳)

کتنی سادگی ہے اس بیان میں، کتنی بے ساختہ تحریر ہے لیکن کتنی روانی اور زور ہے ان الفاظ میں کہ سیدھے دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ مسیح پاک کی پاکیزہ سیرت کے نقوش لوحِ قلب پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں اور حضرت بھائی جی کی عظمتِ کردار کا دلربا پہلو یہ ہے کہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد بھی اپنے عجز کا اعتراف کتنے پیارے انداز میں فرماتے ہیں۔ فرمایا :

مجھے اس بات کا صدمہ اور انتہائی رنج ہے کہ میں ان ساری کیفیات کے اظہار و بیان سے عاجز ہوں۔ نہ ہی مجھ میں طاقت ہے اور نہ ہی یہ مضمون ان باتوں کا متحمل۔ ورنہ حضور کے اخلاق کا یہ حصّہ اور حضور کے حسن و خوبی کا یہ پہلو ضخیم کتاب بلکہ کئی مجلدات میں بھی نہیں سما سکتا... افسوس میں عاجز ہوں اس کے بیان سے اور قاصر ہوں اس کے اظہار سے۔ گنگ محض ہوں، طاقتِ گویائی نہیں کہ اس کے عشر عشیر کا بھی بیان کر سکوں۔ کوتاہ قلم کوتاہ دست ہوں اتنا کہ اس حقیقت و کیفیت کا شائبہ بھی سطح قرطاس پر نہیں لا سکتا"

حضرت بھائی جی کے یہ الفاظ ہرگز لفاظی نہیں۔ ان میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کی قلبی کیفیت کے آئینہ دار ہیں جس کے سامنے تاحدِّ نظر پھول ہی پھول ہوں۔ ایک سے ایک بڑھ کر دلکش اور دلربا اور اسے کچھ سمجھ نہ آتی ہو کہ وہ کس کا تذکرہ کرے اور کرے تو کیونکر اور وہ الفاظ کہاں سے لائے جو بیان کا حق ادا کر سکیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ایک دلکش پہلو آپ کی دعائیں ہیں۔ مسیح پاک علیہ السلام کے قرب کی برکت نے آپ کو ایک عارفانہ نظر اور گداز دل عطا فرمایا۔ آپ کے حالاتِ زندگی میں جگہ جگہ یہ ذکر ملتا ہے کہ آپ اٹھتے بیٹھتے دعاؤں میں مصروف رہتے۔ ہر ایک کو دعاؤں سے نوازتے اور مشکل گھڑیوں میں تو آپ کی دعا کی یہ کیفیت ہوتی کہ جیسے رُوح آستانۂ الٰہی پر بہتی چلی جاتی

ہے۔ صرف ایک نمونہ اس جگہ تحریر کرتا ہوں جس سے آپ کے لطیف اور عارفانہ انداز کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے ایک موقعہ پر یوں دعا کی:

"اے میرے آقا و مالک اور میرے ہادی و رہنما! جس طرح تو نے خود اپنے ہاں اپنے ہی ہاتھ سے مجھ ناکارہ انسانؑ انسان نہیں انسانوں کی بھی عار بلکہ محض ایک کرم خاکی کو بچپن اور کم عمری میں نوازا۔ اور خود میرے دل میں تخم ایمان بو کر اس کی آبیاری فرمائی اسے پودا بنایا اور ہر قسم کی بادِ صرصر اور مخالف ہواؤں سے محفوظ رکھتے ہوئے وُحوش اور درندوں کی پامالی سے بچا کر اس باغ احمدؐ میں پہنچایا اور اس گلشن میں اپنے محض فضل سے ایسی جگہ دلائی جو میرے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتی تھی اور جہاں میرے خواب و خیال کو بھی رسائی نہ تھی۔ اے میرے پیارے اور میری جان کی جان! جس طرح یہ سب کچھ آپ نے خود کیا اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر آئندہ بھی میرے ساتھ معاملہ فرمائیو اور طرفۃ العین کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر لو۔ بلکہ میرا کھانا اور پینا، سونا اور جاگنا، میرا اٹھنا اور بیٹھنا، میرا جینا اور مرنا سب کچھ ہی آپ اپنی رضا کے مطابق کر دیں۔ آمین۔

اے حی وقیوم و قدیر تیری عطاؤں کو کوئی روکنے والا نہیں جبکہ جسے تو رد کر دے کوئی بچانے والا بھی نہیں۔ میں تجھے تیری کبریائی، عظمت و جبروت کا واسطہ دے کر پکارتا ہوں اور تیرے آستانہ پر گر کر التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک خاک آلودہ بیج کی طرح اپنی ربوبیت کے طفیل اتنا بڑھا، پھیلا اور پھلدار بنا.... میرے اثمار اور پھلوں میں اپنے کرم سے ایسی شیرینی، لطافت اور نفاست بھر دے کہ دنیا ان کی طلب گار ہو اور ان کو پا کر سیری حاصل کرے اور روحانی حاجات اور جسمانی ضروریات میں وہ حاجت مندوں کی مراد بنیں۔ آمین۔

اے ستار و غفار ہستی! میری پردہ پوشی فرما اور میرے گناہوں اور معاصی کو معاف فرما اور ایسا ہو کہ میری کوئی غلطی، معصیت یا گناہ میری دعاؤں کی قبولیت میں روک نہ بن سکے۔" (صہ ۴۷۴)

(الحکم ۷، ۱۴ مئی ۱۹۳۸ء صہ ۱۹)

اخلاقِ حسنہ میں سے ایک امتیازی خلق شکر گذاری کا خلق ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کی عظمت اور روحانی بلندی کا اندازہ اس کی شکر گذاری کے جذبات سے ہوتا ہے۔ ایک مومن اور عارف باللہ ہمیشہ ان جذبات سے مغلوب رہتا ہے اور یہ وصف کچھ اس طرح اس کے رگ و پئے میں رچ بس جاتا ہے کہ انگ انگ سے پھوٹ کر بہنے لگتا ہے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کا یہ وصف بار بار بڑی شان سے نمایاں ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کو یاد کر کے اس کے آستانہ پر جھکتے چلے جاتے ہیں اور بار بار مسیح پاک علیہ السلام کے ان اشعار کی عملی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ ؎

شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات کو یاد کر کے حضرت بھائی جی کا دل جذبات شکر سے مغلوب ہو جاتا اور شکر گذاری کے نیک اور پاکیزہ جذبات ایک سیلِ رواں کی طرح بہنے لگتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور نعمتوں کو یاد کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں کہ:

"میں نے جو کچھ بھی لکھا اور ظاہر کیا کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ڈرتے ڈرتے خدا کی بے نیازی اور نکتہ گیری سے کانپتے کانپتے کیا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم والی بات ہے۔ کہاں میں کہ کفر و شرک کے اتھاہ گڑھے اور ظلمت و ضلالت کے بے پناہ سمندروں میں غرق کہاں یہ فضل کہ نور ایمان عطا فرمایا نعمت اسلام بخشی اور ایسا نوازا کہ اس بزرگ و برتر ہستی کے قدموں میں لا ڈالا۔ اس کی زیارت کے لیے لاکھوں نہیں کروڑوں صلحاء اور اولیاء امت ترستے ترستے ہی کوچ کر گئے۔ یہ فضل، یہ کرم، یہ ذرہ نوازی یقیناً یقیناً سراسر احسان، سرتاپا فضل اور ابتداء تا انتہا موہبت اور بخشش ہی کا رنگ رکھتی ہے۔ جس کے لیے میری روح آستانۂ الوہیت پر سر بسجود ہے" (صہ ۴۶۰-۴۶۱)

(الحکم ۷، ۱۴ اگست ۱۹۳۸ء)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ہمیشہ ہر خدمت کے لیے مستعد رہتے۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے آسمانی نشان کے بعد کے حالات کے پیش نظر قادیان میں پہرہ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ ایک روز مسیح پاک علیہ السلام نے ایک مجلس میں فرمایا:

"جو لوگ اس خدمت کے لیے تیار ہوں وہ آگے آجائیں (یا کھڑے ہو جائیں)" (صہ ۲۳۲)

مسیح پاکؑ کے فرمانے کی دیر تھی کہ اس عاشق صادق نے اپنے آپ کو فوراً پیش کر دیا۔ حضرت بھائی جیؓ کس محبت سے اس سعادت کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان خوش قسمت قبول ہونے والوں میں سے ایک تھا جن کو خدا کے موعود نبیؑ مسیح الخلق، جری اللہ فی حلل الانبیاء نے نظر شفقت اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور قبول فرمایا۔" (صہ ۲۳۲)

آپ کو نہ صرف پہرہ کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ اس سارے کام کا انتظام اور نگرانی بھی آپ کے سپرد ہوئی اور سعادت کا یہ سلسلہ سالہا سال جاری رہا۔ آپ نے یہ فریضہ نہایت ذمہ داری اور جانفشانی

سے ادا کیا۔ مسیح پاک ؑ کے دَر کی دربانی کا اعزاز ایسا ہے کہ آپ کی نسلیں قیامت تک اس پر بجا طور پر فخر کرتی رہیں گی۔

پہرہ کی اس عظیم خدمت اور سعادت کے دوران آپ کو مسیح پاک ؑ کی کس کس شفقت اور عنایت سے حِصّہ ملا، اس کا تذکرہ آپ ہی کے الفاظ میں پیش ہے:-

غاموش سنسان اور اندھیری رات کی گھڑیوں میں اچانک کبھی وہ ماہِ کنعان، نورِ قادیان، جانِ جہان، دنیا ومافیہا کی روح رواں ہم پر طلوع فرماتا۔ میاں عبدالرحیم، میاں عبدالعزیز، میاں غلام محمد، میاں عبدالرحمٰن نام لے کر محبت بھری، نرم، شیریں اور دلکش آواز سے نوازتا اور خود ہماری خبرگیری و دلجوئی فرماتا۔ قربان اس جان جہاں کے اور فدا ہو جاؤں اس پیارے نام کے جو مخدوم ہو کر الٹا غلاموں کی خدمت خبرگیری کرتا۔ آقا ہو کر غلاموں کی فکر کرتا اور نوازتا تھا۔ بارہا وہ رحمتِ مجسم اپنے رہائشی دالان کی غربی کھڑکیوں سے جھانکتا، نظر شفقت اور رحمت سے ہمیں نوازتا۔ اور اپنے دستِ مبارک سے اپنے رومال میں لپیٹ باندھ کر شیرنی، خشک پھل وغیرہ جو بھی ہوتا ہمیں عطا فرماتا اور دیر تک مصروف گفتگو رہ کر خوش وقت فرمایا کرتا۔" (صہ ۲۳۵)

حضرت بھائی جی نے مسیح پاک علیہ السلام کے لطف و احسان کا دِلربا نقشہ اس ایک فقرہ میں بیان کیا ہے کہ :

"عطا و سخا میں حضور ایک ابرِ بہار تھے۔"

یہ ابرِ بہار اپنے پیاروں پر سے برستا تھا اور پھر برستا چلا جاتا تھا اس کا تذکرہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے بیان فرمایا :—

"سردی کا موسم تھا اور بستر میرا ہلکا۔ اول اول تو گذر ہو جاتی رہی مگر جب سردی بڑھ گئی۔ دوسری طرف دالان میں گچ کا پلستر ہوا تو کمرہ زیادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ سردی کی شدت کے باعث مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ کروٹ لے لے کر یا بیٹھے بیٹھے رات گذاری؟ پچھلا پہر تھا کوئی دو بجے کا وقت ہو گا۔ جب تھک کر میں لیٹ گیا۔ ابھی چند ہی منٹ ہوئے کہ کھڑکی کھلی اور سیدنا حضرت اقدس دالان میں داخل ہوئے مگر میں خلاف معمول کھڑا ہونے کی بجائے سکڑا چارپائی پر پڑا رہا۔ پہلے عموماً میں کھڑکی کھلنے کی آہٹ پاتے ہی ہوشیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا کرتا تھا۔ آج غیر معمولی کوتاہی کی وجہ سے حضور کو توجہ ہوئی اور آپ نے میری چارپائی کے قریب ہو کر مجھے غور سے دیکھا اور آہستگی سے اپنی پوستین جو میری چارپائی کے اوپر کھونٹی پر لٹک رہی تھی اتار کر میرے اوپر ڈال دی۔ میں مگن پڑا رہا۔ ہلا جُلا نہ بولا۔ حضور تشریف لے گئے۔ میں گرم ہوتے ہی گہری نیند سو گیا اور پھر صبح کی اذان ہی سے جاگا۔ وضو کیا اور نماز کے لیے مسجد کو جانے کے لیے تیار تھا کہ حضرت اقدس صبح کی نماز کے واسطے اسی کھڑکی سے تشریف لے آئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھے اور فرمایا "میاں عبدالرحمٰن آپ نے تکلف کر کے تکلیف اٹھائی بستر کم تھا تو کیوں ہمیں اطلاع نہ دی؟ شرط موت کی لگانا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا ٹھیک نہیں۔ دو چار روز کی بات ہو تو اجنبیت انسان نباہ سکتا ہے مگر عمر کی بازی لگا کر تکلف اور اجنبیت میں پڑے رہنا باعث تکلیف ہوتا ہے جب آپ نے گھر بار چھوڑا، ماں باپ چھوڑے، وطن اور قبیلہ چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں مگر جب تک ہمیں اطلاع نہ ہو ہم معذور ہیں۔ کیا کر سکتے ہیں؟" میں نے ندامت سے گردن ڈال دی سر جھکا لیا اور مجسم صورتِ سوال بن کر رہ گیا۔

صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی حضرت نے حافظ حاجی حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے حکم دیا کہ میاں عبدالرحمٰن کے پاس بستر نہیں، ان کو آج ہی بستر تیار کرا دیں۔ ان کو ساتھ لے جائیں جیسا پسند کریں ویسا ہی بنوا دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس پہننے کے کپڑے بھی کم ہیں، ایک دو جوڑے بھی حسبِ ضرورت بنوا دیں۔ حکم کا ملنا تھا کہ حضرت حکیم صاحب نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور ساتھ ساتھ لیے پھرے۔ موسم سرما کی وجہ سے دکان کے کھلنے میں دیر تھی۔ خاص آدمی بھیج کر لالہ سکھ رام کو بلوایا۔ دکان کھلوائی اور لگے مجھے کپڑے پسند کرانے۔ عمر بھر میں میرے لیے یہ پہلا موقعہ تھا کہ میرے لباس اور بستر کا بننا میری مرضی و پسند پر رکھا گیا۔ اس سے قبل ماں باپ اپنی مرضی و پسند کا بنواتے اور پہناتے تھے اس لیے مجھے اپنی مرضی و پسند کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ حضرت حکیم صاحب کو حکم تھا اور اسی کی وہ تعمیل کرنا چاہتے تھے کئی کپڑے میرے سامنے لائے گئے اور ہر بار مجھ سے پوچھا گیا مگر میں نے ایک ہی چُپ سادھ رکھی تھی۔ بار بار کے تقاضوں سے کچھ یاد آ کر میرا دل بھر آیا اور میں زار و قطار رونے لگا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت حکیم صاحب موصوف نے مجبور ہو کر خود ہی بہترین کپڑے، بہترین بستر کا انتظام کر کے فوری تیاری کی تاکید کر دی اور میری دلجوئی کرتے ہوئے واپس ساتھ لے آئے۔ شام سے پہلے نہایت اچھا بستر تیار ہو کر آ گیا جو رات کو حضرت نے بھی دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ کپڑے بھی دوسرے تیسرے دن مل گئے"

(صہ ۲۳۹)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ایک جلی عنوان آپ کی حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے محبت، عشق اور عقیدت ہے۔ یہ قلبی تعلق ایک عجیب شان کے ساتھ آپ کی ساری زندگی پر

محیط نظر آتا ہے۔ حضرت بھائی جی کا احسان ہے ساری جماعت پر کہ آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی جو ارفع شان دیکھی اور محسوس کی اور جس طرح آپ کی قوت قدسیہ سے فیضیاب ہوئے ان سب تجربات اور مشاہدات کا بہت ہی دلکش اور ایمان افروز تذکرہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ آپ کے بیانات معرفت کا ایک خزانہ ہیں۔ تکلف اور تصنّع سے پاک یہ کلمات ایسے مؤثر اور دلوں میں اترنے والے ہیں کہ صداقت اور حق گوئی بے اختیار چھلکتی اور دلوں کو مسخّر کرتی چلی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا :

"یہ سچ ہے کہ بچپن میں میرے دل میں تخم اسلام کاشت کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اِس کی آبیاری، روحانی باغبانی آخری زمانہ کے نبی کے ہاتھوں نہ ہوتی تو یہ بیل منڈھے نہ چڑھتی۔ اگر یہ نوحِ زماں ناخدا بن کر مجھے نہ بچا لیتا تو میری کشتی، ایمان جو بحرِ ناپیدا کنار کی طوفانی موجوں کے بھنور میں پڑی ٹھوکریں کھاتی تھی ہرگز کنارے نہ لگتی۔ میرے ایمان میں حلاوت پیدا ہوئی تو اسی مردِ خدا کے انفاس طیبہ کے طفیل سے۔ اور مجھے رُوحانی زندگی ملی تو محض اور محض اسی وجود باوجود کے روحانی نفخ اور دم مسیحائی کی بدولت، ورنہ حق یہ ہے کہ میں بھی ایک رسمی مسلمان ہو کر آخر کفر میں جذب ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ اس وقت زندہ ایمان اور کہیں تھا ہی نہیں"۔ ——— (صہ ۸۱)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ :

"اس انسان کامل کے اوصاف حمیدہ اور کمالات روحانیہ کا بیان ہزاروں صفحات اور عمر نوح چاہتا ہے۔ میں کون اور میری بساط کیا کہ ان کا بیان کروں۔ وہ سراسر رحم اور مجسمہ رحمت، وہ پیکرِ حلم، خدا کی رحمت و حلم کا نمونہ، اپنے خالق و مالک کی محبت میں کھویا ہوا اور اس کے رنگ میں ایسا رنگا گیا کہ خود مظہر صفات الٰہیہ ہو گیا تھا۔ ہر قسم کی حسن و خوبی اس پر ختم تھی۔ مہربانی میں مادرِ مہربان سے اور شفقت میں ہر شفیق باپ سے وہ کہیں بڑھا ہوا تھا اتنا کہ مہربان مائیں اور شفیق سے شفیق باپ اس کی مہربانی اور شفقت نے لاکھوں انسانوں کی یاد سے اتار دیے"۔ ——— (صہ ۸۲)

محبت اور عشق کے انداز بھی کیا نرالے ہوتے ہیں۔ حضرت بھائی جی جب اپنے حالات زندگی لکھتے ہوئے اس مرحلہ پر آئے جب آپکو بادلِ نخواستہ اپنے والد صاحب کے ساتھ قادیان سے رخصت ہو کر ان کے ساتھ جانا پڑا اور آپ کا یکّہ خاکروبوں کے پنڈورہ تک آن پہنچا تو قادیان اور شاہِ قادیان کی محبت نے آپ کے قلم کو تھام لیا۔ آپ کا بیان اس جگہ پر رک گیا اور رکا رہا حتیٰ کہ دو سال گذر گئے۔ دو سال کے بعد جب آپ نے سلسلۂ تحریر کو دوبارہ شروع کیا تو لکھا کہ :

"میرے آقا، میرے ہادی و رہنما کی قوت قدسی و جذب اور حضور پُرنور کے اخلاقِ کریمانہ اور فیض روحانی نے میرے دل کی لوح پر وہ کچھ لکھ دیا جو پھر نہ مِٹا۔ اور خدا کرے کہ کبھی نہ مِٹے۔ اور ایسا ہوا کہ میں دنیا کی بادشاہی پر اس کے دَر کی گدائی کو عزّت یقین کرنے لگا اور یہی وجہ ہے کہ اس سے جدائی میرے واسطے ایک بھیانک موت نظر آ رہی تھی۔ اس وجہ سے دو سال ہوئے یکّے کو خاکروبوں کے پنڈورہ پر کھڑے کیے ہوئے ہوں اور دلِ اس حق نما وجود اور اس کی مقدس بستی سے نکلنا پسند نہیں کرتا"۔ (صہ ۸۲)

کتنا حُسن ہے اس بیان میں اور کتنی صداقت ہے اس اندازِ کلام میں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت کے بیان کا یہ والہانہ انداز خود حضرت بھائی جی کی سیرت کا ایک دلکش پہلو ہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا :

"میں بچہ تھا جب خدا مجھے قادیان میں لایا۔ اب ۶۰ سالہ بڈھا ہوں ۱۸۹۵ء سے ان ایام تک مجھے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خاندان کی غلامی کا شرف حاصل ہے ... اسی پر میں پلا پوسا جوان ہوا اور اب بڈھا ہوں۔ بوجہ بچپن کے عموماً اندرون خانہ بھی خدمات کا موقعہ ملا۔ مجلسی حالات کا بھی مشاہدہ و مطالعہ کرنے کی عزّت ملی اور سفروں میں بھی شرف ہم رکابی نصیب ہوا۔

میں چشم دید گواہ ہوں۔ میں چشم بصیرت سے کہتا ہوں کہ اس کے وجود کے طفیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لایا اور میں نے اس کے طفیل اپنے والدین، اپنے عزیز و اقارب، اپنے رشتہ دار، اپنا مذہب، اپنا وطن چھوڑ دیا۔ میں نے اس سے بڑھ کر اس زمانے میں کسی کو راستباز نہ پایا۔ اس سے بڑھ کر کوئی خاکسار نہ دیکھا اور اس سے بڑھ کر کوئی حلیم نہ پایا اور نہ اس سے بڑھ کر دنیا سے کسی کو بیزار دیکھا۔

ایسا مقدس اور پاکباز انسان حضور پُرنور کے بعد میں نے نہیں دیکھا۔ حضور کے اخلاق فاضلہ اور اوصافِ حمیدہ کی تشریح و تفصیل کسی ضخیم کتاب کو چاہتی ہے۔ باپ سے زیادہ شفیق اور ماں سے زیادہ مہربان۔ ایک دو یا چند گنا نہیں بلکہ لاکھوں گنا زیادہ۔ رحم کے لحاظ سے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلق کا نمونہ اور حلم کے لحاظ سے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم کی مثال ... وہ کامل انسان خدا نہ تھا مگر خدا نما ضرور تھا۔ اس کی مجلس خدا نما اور محبت روح پرور تھی۔ کتنا ہی رنج و غم میں ڈوبا ہوا انسان جب اس کی مجلس میں پہنچتا یا اس کے چہرہ مبارک کو دیکھ پاتا سارے غم غلط ہو جاتے اور دنیا و مافیہا کو بھول کر آستانہ الوہیت کی طرف کھنچنے لگتا تھا ... ہفتے مہینے اور سال بھی تمام ہو جائیں مگر اس ہمارے یوسف کے حسن و جمال کی باتیں ختم ہونے میں نہ آویں گی"۔ (صہ ۳۴۲)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بیان میں ان کا یہ وصف خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے مسیح دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ حسنہ کو بہت قریب سے اور محبت کی بہت باریک نظر سے مشاہدہ کیا اور رہتی دنیا تک کے عشاق کی خاطر اس کو پوری پوری احتیاط اور ذمہ داری سے محفوظ کر دیا۔ آپ کی بیان کردہ روایات اور آپ کے مشاہدات اور تجربات کا بیان سینکڑوں صفحات پر محیط ہے جو اصحابِ احمد کی جلد نہم میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران جس بات نے بار بار متاثر کیا اور ہر بار دل سے دعا نکلی' وہ آپ کا دلکش انداز بیان ہے۔ معین اور ٹھیک ٹھیک قیمتی معلومات کو محفوظ کرتے ہوئے آپ کے طرز کلام میں ایسی روانی اور جامعیت پائی جاتی ہے کہ واقعات کے سب پہلو خوب روشن ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ ان روایات کو پڑھتے ہوئے بسا اوقات یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ہم خود اس مجلس میں جا پہنچے ہیں اور یہ سب واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہو رہے ہیں۔ منظر کشی کا یہ کمال اور اپنے مشاہدات کو پوری تفصیل اور احتیاط سے ضبطِ تحریر میں لانا حضرت بھائی جی کی سیرت کا ایک نمایاں عنوان ہے۔

آپ ۱۸۹۵ء میں قادیان تشریف لائے اور پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی بار قادیان آیا تو:

"میں اس خیال پر تھا کہ قادیان جا کر اظہار اسلام کروں گا اور ان فقیر مرد بزرگ کے سامنے نذر نیاز پیش کر کے واپس چلا آؤں گا۔ مگر جب اللہ کریم نے اس نورانی چہرہ اور صاحب نور نبوت و رسالت کے قدموں میں لا ڈالا۔ صبح کی سیر، شام کا دربار اور ظہر و عصر کی مجلس و صحبت میسر آئی۔ تو وہ پہلا خیال دل سے دھل گیا اور میں دنیا جہان سے بے نیاز ہو کر اس در کا ہو گیا۔ دھونی مار کر بیٹھا اور خدا نے ایسا فضل فرمایا کہ اس در کی گدائی۔ دنیا جہان کی دولت و ثروت سے ہزار گنا بہتر نظر آئی اور خدا کا فضل ہوا کہ آخر میں اسی در کا ہو گیا۔ یہیں پرورش پائی۔ اور اسی دروازہ سے اسلام سیکھا اور دولتِ ایمان پائی۔ فالحمد للہ"
(صہ ۶۴)

نورِ اسلام سے منور ہونے کے بعد حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں سے دوری آپ کو ہرگز گوارہ نہ تھی۔ ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۷ء کے درمیانی چار سال کا عرصہ آپ کو راجپوتانہ میں گزارنا پڑا لیکن وہ بھی اپنے آقا کے ارشاد کی تعمیل میں۔ چلے تو گئے لیکن ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ چاہتے تھے کہ اڑ کر اپنے آقا کے قدموں میں جا پہنچیں اس بے چین تمنا کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام کا ارشاد پہنچا:

"میاں عبدالرحمٰن، ہماری خوشی چاہتے ہو تو وہیں بیٹھے رہو"

اور اپنے آقا کی خوشی کا بھوکا، عبد رحمٰن اسی جگہ بیٹھا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جذبۂ اطاعت کو اس طرح نوازا کہ دسمبر ۱۹۰۷ء میں آپ کی قادیان واپسی ہوئی اور مسیح پاک علیہ السلام کے وصال تک کا سارا عرصہ آپ کے قدموں میں گذارنے کا موقعہ ملا۔ آخری سفرِ لاہور میں ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا اور زندگی کی آخری گھڑیوں میں اپنے محبوب آقا کی خدمت اور قربت کی سعادت حاصل کی۔ کتنی خوش بختی ہے اس مخلص غلام کی کہ وصال سے چند لمحے پہلے بھی حضور نے آپ کو یاد فرمایا۔ وصال کے بعد جن مخلصین نے مسیح پاک علیہ السلام کو غسل دینے کی سعادت پائی ان میں آپ بھی شامل تھے۔ اور دیکھو کہ اس فدائی اور پروانۂ شمع رسالت کا انجام کیسا شاندار ہوا۔ وہ جسے زندگی میں اپنے آقا سے ایک لمحہ کی جدائی اور دوری گوارا نہ تھی وہ ۱۹۶۱ء میں فوت ہوا تو قادیان سے سینکڑوں میل دور پاکستان میں تھا لیکن خاص تصرفِ الٰہی سے آخری آرام گاہ ملی تو قادیان کے بہشتی مقبرہ میں اور جگہ بھی وہ ملی جو قطعۂ صحابہ میں مسیح پاک علیہ السلام کے مزار مقدس سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب لطف و کرم ہے کہ جس غلام نے در مسیحا کی دربانی کا شرف پایا وہ آج بھی بہشتی مقبرہ قادیان میں مزار مقدس کے عین سامنے اس کی دربانی کرتا نظر آتا ہے۔ آقا بھی محوِ خواب ہے اور اس کا غلام بھی لیکن دربانی کا سلسلہ ہمیشہ کی طرح جاری و ساری ہے

غیر معمولی حالات میں قادیان میں آپ کی تدفین سے مسیح پاک علیہ السلام کے منہ سے نکلی ہوئی یہ بات بھی بڑی شان سے پوری ہوئی کہ "ہمارا ہے تو آجائے گا۔"

تاریخی واقعات کے چشم دید کوائف کو محفوظ کرنے کے سلسلہ میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے بہت امتیازی شان کے ساتھ گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کے یہ تفصیلی مضامین اور روایات تاریخ احمدیت کا حصہ ہیں اور شاہد رویت کے طور پر آپ کے بیانات معلومات کا انمول خزانہ ہیں۔ سب امور کا تذکرہ اس جگہ ممکن نہیں لیکن اس ذکر کے بغیر یہ مضمون تشنہ رہے گا کہ قادیان کی تاریخ ہنری مارٹن کلارک والے اقدام قتل کے مقدمہ، جلسۂ اعظم مذاہب لاہور، خطبہ الہامیہ کے آسمانی نشان اور مسیح پاک کے وصال اور جنازہ کے بارہ میں جس تفصیل اور باریک نظر سے آپ نے واقعات بیان فرمائے ہیں وہ بے مثال ہیں۔ اسی طرح خلافت ثانیہ میں مختلف مناظرات، عدالتی مقدمات، جماعتی تقریبات اور اور تاریخی واقعات کی جو تفصیل آپ نے محفوظ فرمائی ہے وہ آپ کی لیاقت خدمتِ دین کی لگن اور قابلِ رشک قوت حافظہ پر شاہد ناطق ہے ۱۹۲۴ء کے سفرِ یورپ کی طویل، جامع اور مستند روداد آپ کی ایک ایسی خدمت ہے جو ہمیشہ یادگار رہے گی۔

سیرتِ مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے جو قیمتی روایات بیان فرمائی ہیں ان میں سے بطور نمونہ صرف ایک روایت کا یہاں ذکر کرتا ہوں۔

آپ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آخری سفر میں لاہور تشریف لے گئے اور اس وقت آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ قربِ وفات کے الہامات ہو رہے تھے تو ان دنوں میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر ایک خاص قسم کی ربودگی اور نورانی کیفیت طاری رہتی تھی۔ ان ایام میں حضور ہر روز شام کے وقت ایک قسم کی بند گاڑی میں جو فٹن کہلاتی تھی ہوا خوری کے لیے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضور کے حرم اور بعض بچے بھی ساتھ ہوتے تھے۔ جس دن

صبح کے وقت حضور نے فوت ہونا تھا اس سے پہلی شام کو جب حضور رتھ میں بیٹھ کر سیر کے لیے تشریف لے جانے لگے تو بھائی صاحب روایت کرتے ہیں کہ اس وقت حضور نے مجھے خصوصیت کے ساتھ فرمایا :

"میاں عبدالرحمٰن ! اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے وہ ہمیں صرف اتنی دور تک لے جائے کہ ہم اسی روپیہ کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں۔"

چنانچہ حضور تھوڑی سی ہواخوری کے بعد گھر واپس تشریف لے آئے اور اگلے دن صبح اپنے مولیٰ اور محبوب ازلی کے حضور حاضر ہو گئے۔

مرشدوں اور مذہبی راہنماؤں کی اطاعت تو ان کے پیروکار ہمیشہ کرتے ہیں لیکن جس انداز اور والہیت سے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اطاعت کا نمونہ دکھایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ دن ہو یا رات ہو، ہر وقت خدمت پر کمربستہ رہتے اور اشارہ ملتے ہی یہ جا اور وہ جا کی کیفیت ہوا کرتی تھی۔ اپنے ذاتی حالات کو اس راہ میں کبھی حائل نہ ہونے دیتے۔ خدمت کی بجا آوری کے لیے ہمہ وقت پا بہ رکاب رہتے۔

۱۸۹۷ء کی بات ہے، حضرت مسیح پاک علیہ السلام ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے سلسلہ میں بٹالہ میں مقیم تھے۔ رات عشاء کی نماز کے بعد حضور نے فرمایا :

"میاں عبدالرحمٰن ! آج رات ہم تو یہیں ٹھہریں گے کیونکہ کل پھر مقدمہ کی سماعت ہوگی۔ بہتر ہے کہ آپ قادیان جاکر خیر خیریت پہنچا دیں تاکہ وہ لوگ گھبرائیں نہیں۔"

فدا کار عاشق کی شان دیکھئے آپ فرماتے ہیں کہ حکم ملتے ہی میں نے سلام عرض کیا۔ دست بوسی کا شرف ملا اور میں سفر کو کاٹتا، زمین کو لپیٹتا ہوا گویا اڑ کر ہی قادیان پہنچ گیا۔ اور تمام روئیداد تفصیلاً عرض کر کے تسلی و اطمینان دلایا۔

۱۹۰۳ء میں کرم دین والے مقدمہ کے دوران مسیح پاک علیہ السلام نے مغرب کی نماز کے بعد قادیان میں ذکر فرمایا کہ کل ہمیں گورداسپور میں منشی کرم علی صاحب کی گواہی کی ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ تو گوجرانوالہ گئے ہوئے ہیں۔ مسیح پاک علیہ السلام کی خواہش اور ضرورت کا علم پاتے ہی حضرت بھائی جی فوراً مستعد ہو گئے۔ اسی وقت اٹھے اور تعمیل ارشاد میں نکل کھڑے ہوئے۔ رات اندھیری تھی۔ پیدل دوڑتے بھاگتے ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچے۔ یکے کے ذریعہ ساری رات سفر کر کے امرتسر پہنچے۔ گاڑی سے گوجرانوالہ گئے اور منشی کرم علی صاحب کو بڑی مشکل سے ڈھونڈ کر الٹے پاؤں واپس ہوئے اور عین وقت پر دونوں گورداسپور میں حضرت اقدس کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ ایسے واقعات کئی بار ہوئے اور متعدد بار حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو یہ سعادت ملی کہ انہوں نے ارشاد پاتے ہی راتوں رات اس کی تعمیل کر دی۔ ایسے ہی مواقع پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام بطور شکرگذاری یہ فرمایا کرتے تھے :

"خدا کا کتنا فضل ہے کہ ہمیں ہر قسم کے آدمی عطا فرما رکھے ہیں"

فدا کاری کے ان نمونوں میں یہ بات اور بھی حسن پیدا کر دیتی ہے کہ اطاعتِ امام اور تعمیل ارشاد کی راہ میں ذاتی حالات کو کبھی حائل نہ ہونے دیتے۔ گھریلو مجبوری کی کوئی بھی صورت ہوتی لیکن تعمیل ارشاد کو ہر دوسری بات پر فوقیت دیتے۔

ایک بار آپ کے گھر میں زچگی کا موقعہ تھا۔ کسی وقت بھی بچہ کی ولادت متوقع تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے پیغام ملا کہ ایک ضروری کام کے لیے لاہور جانے کی ضرورت ہے۔ پیغام ملتے ہی روانہ ہو گئے اور گھریلو حالات کا اشارۃً بھی ذکر نہ کیا۔ روانگی کے چند گھنٹوں بعد بیٹے کی ولادت ہوئی۔

ایک اور موقع پر ان کی اہلیہ ایک اپریشن کی وجہ سے گھر میں بے ہوش پڑی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے کسی جگہ جانے کی ہدایت موصول ہوئی۔ ارشاد ملتے ہی آپ سوئے منزل روانہ ہو گئے اور اہلیہ کی علالت کی وجہ سے معذرت یا تاخیر کرنا گوارا نہ کیا۔ یہ باتیں کہنی آسان ہیں لیکن کرنی مشکل ہیں۔ ان کے لیے عبدالرحمٰن قادیانی جیسا دل اور حوصلہ چاہئے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے اس مختصر تذکرہ میں ہمارے لیے بے شمار اسباق ہیں۔ یہ حالات نمونہ ہیں ان اعلیٰ اخلاق کا جو ہمارے اسلاف کا طرۂ امتیاز تھے۔ یہ اندازِ زندگی ہے ان پاکباز لوگوں کا جو مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے پاک صاف کیے گئے اور جنہوں نے آپ کی روحانی قوتِ قدسیہ کے طفیل اپنی زندگیوں میں ایک پاکیزہ روحانی انقلاب برپا کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جو دنیا کی نظر میں کچھ بھی حیثیت نہ رکھتے تھے خدا کی جناب میں قبولیت کے لائق ٹھہرے اور آسمانِ احمدیت پر روشن ستارے بن کر جلوہ افروز ہوئے۔

صحابہ کرام کی یہ روشن مثالیں تابعین، تبع تابعین اور بعد میں آنے والوں کے لیے ایک مستقل دعوتِ عمل کا حکم رکھتی ہیں۔ ان کی مبارک زندگیوں میں ہمارے لیے سبق ہے استقامت کا، قربانی کا اور فدائیت کا۔ ہمارے لیے نمونہ ہے خدمت کا، خلوص و وفا کا اور شکرگذاری کا۔ ہمارے لیے نصیحت ہے اس بات کی کہ ہم بھی اپنے آپ کو لاشیٔ محض یقین کرتے ہوئے امام وقت کے قدموں میں ڈال دیں اور گوش بر آوازِ آقا بن کر اپنے آپ کو کلیتہً خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیں۔ اگر ہم ایسا کر دکھائیں گے تو یقین رکھیں کہ ہمارا قادر و توانا اور زندہ خدا آج ہمیں بھی اسی طرح اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازے گا جس طرح اس کے نہ ختم ہونے والے فضلوں کی بارش ہمارے اسلاف پر برستی رہی اللہ کرے کہ ہم صحابہ کرام کے نمونہ پر چلنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

"اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں"

"جتنی طاقت ہے اس کے مطابق دنیا کو صحیح پیغام پہنچائیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سال نو

گردش دگرد یہ سما کیا ہے
نیلگوں جودتِ فضا کیا ہے

شب کی آغوش میں یہ جلوت نجم
مہرو مہتاب کی ضیا کیا ہے

تہ افلاک پیرہن کیا ہے
شب آلام کی چبھن کیا ہے

گل کی سیج دھج یہ اک پھبن کیا ہے
ہے تو یہ عام یہ چمن کیا ہے

والسماء وما بنٰی کیا ہے
روح کیا شے ہے اور دعا کیا ہے

اے خدا اے میرے علیم و خبیر
میرے افلاک کی بنا کیا ہے

افق شب پہ کیا صباحت ہے
ایک امروز کی دلالت ہے

ہمنشیں جاگ خواب غفلت سے
نور یزداں کر اجھریت ہے

سال نو آپ کو مبارک ہو
فجر کی یہ جلو جلو مبارک ہو

(امین اللہ خان سالک)

رمضان المبارک

احباب کرام نوٹ فرمالیں کہ ۱۲ فروری ۹۴ء بروز ہفتہ سے رمضان المبارک کا آغاز ہو رہا ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔ آپ سبکو ماہ رمضان کی آمد مبارک ہو۔

عید الفطر

۱۴ مارچ ۹۴ء بروز سوموار ماہ رمضان کے اختتام پر انشاءاللہ تعالیٰ عید الفطر منعقد ہوگی

نیا سال مبارک

محترمہ جمیلہ جمیل صاحبہ کی ناگہانی وفات

16 نومبر 93ء کو محترمہ جمیلہ جمیل صاحبہ زوجہ پیر جمیل احمد صاحب (واشنگٹن جماعت) چند روز ہسپتال میں بے ہوشی کی حالت میں رہنے کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ انتہائی ملنسار۔ نیک دل اور ہمدرد طبیعت کی مالک تھیں ان کی تدفین بالٹی مور میں احمدیہ قبرستان دارالسلام میں 18 نومبر کو ہوئی۔ نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے واشنگٹن بالٹی مور۔ یارک۔ ولنگبورو جماعتوں سے احباب شامل ہوئے۔ مرحومہ مشنری مبشر احمد صاحب کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔ پیر جمیل احمد صاحب اور ان کے بچے افتخار۔ ذوالفقار۔ فوزیہ اور انیسہ ان سینکڑوں احباب کے ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے مرحومہ جمیلہ جمیل کی اچانک وفات پر دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

MRS. JAMEELA JAMEEL'S UNTIMELY DEATH

On November 16, 1993, Mrs. Jameela Jameel, wife of Mr. Pir Jameel Ahmad of Washington Jamaat, passed away after being in a hospital for a few days in a state of coma.

Inna Lillahe Wa Inna Elaihe Raaje'oon.

Mrs. Jameela Jameel was a very friendly person with a kind heart and helpful disposition. She was buried in the Ahmadiyya *Darus Salaam* cemetery in Baltimore, Md., on November 18, 1993. Participants in her Janaza prayers included members from Washington, Baltimore, York and Willingboro Jamaats. The deceased was the elder sister of Missionary Mubashar Ahmad.

Pir Jameel Ahmad and his children--Iftikhar, Zulfiqar, Fauzia and Aneesa--are very thankful to the hundreds of friends who extended condolences on the sudden demise of Jameela Jameel.

We pray that God Almighty give the deceased a high place in heaven and give consolation to all the loved ones she left behind. *Ameen!*

HUMAN RIGHTS VIOLATIONS

(continued from page 23)

33: October 21-22, 1993:
ANTI-AHMADI CONFERENCE ALLOWED

(Rabwah) An anti-Ahmadi conference was allowed in Rabwah. Abusive and inflamatory speeches were made against Ahmadis by fanatic mullahs who threatened them with violence and loss of life and property. The new administration was threatened that if it tried to change discriminatory laws against Ahmadis (which violate human rights and freedom of religion), the Government would be responsible for the law and order situation the mullahs plan to create. Intimidating speeches were made by Maulvi Imam Din, Maulvi Akram Tufani, Maulvi Manzoor Tariq Mahmud of Faisalabad, Maulvi Azam Tariq and many others. These opponents of Ahmadiyyat have dedicated themselves to creating a hate campaign against the Ahmadiyya Community.

34. October 31, 1993:
AHMADI MEDICAL STUDENT BEATEN

(Lahore) An Ahmadi medical student of Iqbal Medical College was beaten by a group of students of the Medical College and Engineering College who then rode on three buses to the Ahmadi mosque and raised abusive slogans against Ahmadiyyat.